

## دنیا کا مال و متاع اور اللہ کے ہاں کامیابی کا معیار

شور برپا ہے کہ مسلمان دنیا میں پست ہو رہے ہیں اور غیر مسلم خصوصاً مغربی قومیں بلند اور ترقی یافتہ ہو رہی ہیں۔ گویا کہ دنیا میں کامیابی، عزت اور کمالات کا معیار دنیا اور متاع دنیا ہی کو سمجھا جا رہا ہے۔ ظاہر بین نگاہیں، دنیا اور متاع دنیا کو لپٹائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی ہیں، حالانکہ کسی چیز کا اچھا یا برا ہونا اس کے انجام کے ساتھ وابستہ ہے۔ یعنی جو چیز اپنے انجام اور نتیجے کے اعتبار سے مہلک اور باعثِ فساد ہو، ایسی چیز کو محبوب اور پسندیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ اس کے حاصل ہونے پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور نہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کی جاتی ہے۔ عقل مند، نیک اور انجام پر نظر رکھنے والے انسان ایسی چیزوں کو قدر اور وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ ایسے رفیع النظر عقل مند اشخاص دنیا کی ہر قوم میں پائے جاتے رہے ہیں۔

قرآن مجید میں تذکرہ اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ دنیا اور متاع دنیا کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے پیدا کیا ہے لیکن اس کی نعمتوں سے حد سے زیادہ لذت حاصل کرنے اور اس میں ضرورت سے زیادہ ترقی حاصل کرنے کو انجام کے اعتبار سے ناپسند قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو خاص طور سے اس میں انہماک سے منع کیا ہے۔ دنیا میں ترقی کرنا اور اس کی متاع سے لذت حاصل کرنا غیر مسلموں کا شیوہ اور ان کا مقصدِ اصلی ہے۔ حدیث میں آیا ہے: **السدنیسا سجن للمومن و جنة للكافر**، یعنی دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ قرآن میں تو یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ:

وَلَوْلَا اَنْ يَكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ سُقُفًا مِّنْ فَضْلَةٍ وَمَعَٰرِجَ عَلَيْهِا يَظْهَرُوْنَ وَلِيُبَيِّنَ لَهُمْ اَبْوَابًا وَسُرُورًا عَلَيْهِا يَتَكَبَّرُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ (الزخرف: ۳۳-۳۵)

”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک طریقہ کے ہو جائیں گے (کافر) تو جو اللہ کے منکر ہیں ان کے گھروں کی چھت اور ان پر چڑھنے کی سیڑھیاں چاندی کی کر دیتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور وہ تخت بھی چاندی کے کر دیتے جن پر تکید لگا کر بیٹھتے ہیں اور سونے کے بھی اور یہ کہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور دارِ آخرت آپ کے رب کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے ہے“

یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس دنیوی مال و دولت کی کوئی قدر نہیں، نہ اس کا دیا جانا کچھ قرب و وجاہت عند اللہ کی دلیل ہے۔ یہ تو ایسی بے قدر اور حقیر چیز ہے کہ اگر ایک خاص مصلحت مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کے مکانوں کی چھتیں، زینے، دروازے، چوکھٹ، قفل اور تخت چوکیاں سب چاندی اور سونے کی بنا دیتا مگر اس صورت میں لوگ یہ دیکھ کر کہ کافروں ہی کو ایسا سامان ملتا ہے عموماً کفر کا راستہ اختیار کر لیتے (الاماشاء اللہ) اور یہ چیز مصلحت خداوندی کے خلاف ہوتی، اس لیے ایسا نہیں کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی قدر چھم کے بازو کے برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: کافر کو اللہ نے پیدا کیا ہے، کہیں تو اس کو آرام دے، آخرت میں تو دائمی عذاب ہے، کہیں تو آرام (کامل) ملتا، مگر ایسا ہو تو سب ہی کفر کا راستہ پکڑ لیں۔

یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ متاع دنیا سے غیر مسلموں کو بہت کچھ دیا گیا ہے لیکن مسلمانوں کو ان کے مقابلہ میں کیا کچھ دیا گیا ہے؟ اس اہم سوال کا جواب قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل نظم سے حاصل ہو رہا ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ (الحجر ۱۵: ۸۹ تا ۸۷)

”اور ہم نے دی ہیں تمھ کو سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجہ کا، تو اپنی آنکھ اٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ دیکھ، جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو استعمال کرنے کے لیے دے رکھی ہیں اور ان پر غم نہ کرو اور جھکا اپنے بازو ایمان والوں کے واسطے اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر“

یہ سورت کی ہے اور حالات یہ تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی سب کے سب دنیوی حالات کے اعتبار سے خستہ حالی میں مبتلا تھے اور کافر و مشرک دولت مند، دنیا کی عیش و عشرت میں سرشار تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام مسلمان مکے اور اطراف و نواح کی بستیوں میں مظلومی کی زندگی بسر کر رہے تھے، ہر طرف سے مطعون تھے، ہر جگہ تذلیل و تحقیر اور تضحیک کا نشانہ بنے ہوئے تھے اور قلبی و روحانی تکلیفوں کے ساتھ جسمانی اذیتوں سے بھی کوئی بچا ہوا نہ تھا۔ دوسری طرف سرداران قریش دنیا کی نعمتوں سے مالا مال اور ہر طرح خوش حالیوں میں مگن تھے۔ ان حالات میں فرمایا جا رہا ہے کہ تم شکستہ خاطر کیوں ہوتے ہو؟ تم کو ہم نے وہ دولت عطا کی ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی ساری نعمتیں اور دولتیں بیچ ہیں۔ رشک کے لائق تمہاری یہ دولت ہے جو دنیا کی ہر دولت سے فائق تر اور مسلمانوں کے لیے ہر شعبہ زندگی کے لیے ساز و سامان اور بے پناہ قوت و طاقت ہے۔ دنیا کی کوئی بھی دولت و ثروت اور حکومت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی گی۔ لہذا تم صبر و استقلال سے ان موجودہ حالات کو نبھادو۔ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ دیکھو جو ہم نے مختلف قسم کے غیر مسلموں کو دے رکھی ہیں۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے وہ دولت سبعاً من المثنائی و القرآن العظیم عنایت کی ہے جس کے آگے تمام گرد و غبار ہیں۔ اس تمہاری دولت میں اللہ تعالیٰ کے پختہ وعدے اور اٹل فیصلے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلموں پر غالب کرے گا اور اس کی مدد و نصرت مسلمانوں کو پہنچتی رہے گی۔ سورۃ حج میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ أُوذِيَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ

بَانَهُمْ ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ بَغْيٍ حَقًّا إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ (الحج ۲۲: ۳۸ تا ۴۰)

”اللہ دشمنوں کو ہٹا دے گا ایمان والوں سے اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی دغا باز ناشکرا، حکم ہو ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں ان سے لڑنے کا، اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے، وہ لوگ جن کو نکالا گیا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں سوائے اس کے وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے“

حضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کی جو تشریح فرمائی ہے، قابل دید ہے۔ فرماتے ہیں: ”یعنی اپنی قلت اور بے سروسامانی سے نہ گھبرائیں۔ اللہ تعالیٰ مٹھی بھر فائدہ مستوں کو دنیا کی فوجوں اور سلطنتوں پر غالب کر سکتا ہے۔ فی الحقیقت یہ ایک شہنشاہانہ طرز میں مسلمانوں کی نصرت امداد کا وعدہ تھا، جیسے دنیا میں بادشاہ اور بڑے لوگ وعدہ کے موقع پر اپنی شان وقار اور استغنا دکھلانے کے لیے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہاں تمہارا فلاں کام ہم کر سکتے ہیں۔ شاید یہ عنوان اس لیے اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب سمجھ لے کہ ہم ایسا کرنے میں کسی سے مجبور نہیں ہیں۔ جو کچھ کریں گے، اپنی قدرت و اختیار سے کریں گے۔“